اکرام اللہ ساجد

تصریحات

انگریز کی غلامی سے نجات ملی تو ہم خواہشات کے غلام ہو کر رہ گئے ____ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس غلامی سے وہ پہلی غلامی بدرجہا بہتر تھی، جب مسلمان زندہ تھا، اس کی غیرت زندہ تھی، اس کا ایمان زندہ تھا، باطل سے ٹکر لینے اور اس کے خلاف کچھ کر گذرنے کے لئے اس کے عزائم اور حوصلے زندہ تھے ____ مسلمان اپنے خدا کو پہچانتا تھا، رسول کو جانتا تھا، اسلام کو سمجھتا تھا، ایک دوسرے کا ہمدرد اور بہی خواہ تھا، سچ کہنے اور سچ سننے کا عادی تھا، ایثار، سادگی اور خلوص کا مرقع تھا اور اسلام کے نام پر اپنا آرام و سکون، اپنی دولت حتیٰ کہ اپنی جان تک تج دینے کے لئے بھی تیار تھا۔

لیکن جب پاکستان بن گیا، جب وہ آزاد ہو گیا تو گویا مادر پدر آزاد ہو گیا، چاہیئے تو یہ تھا کہ انسان کی غلامی سے نجات پانے کے بعد وہ اللہ کی غلامی اختیار کرتا، لیکن خالق حقیقی سے بغاوت اور سرکشی کے نتیجہ میں اسے اپنی خواہشات کا غلام ہونا پڑا، نفس نے اسے اپنی جکڑ بندیوں کے شکنجے میں کس لیا اور پھر ایک، دو، تین، چار . . . . نہیں پورے تیئیس ۲۳ سال گذر گئے، خواہشات کی غلامی نے اس کے جسم کا ایک حصہ مفلوج کر دیا اور باقی حصے کو بغض، حسد، کینہ، دشمنی، جھوٹ، دغا، فریب، تعصب، بےحیائی، بدمعاشی، بے ایمانی اور قتل و غارت گری سے بھر دیا ____ اور اب؛

اب وہ بر لب گور ہے، اس کی غیرت سو چکی ہے، اس کا ضمیر مر چکا ہے، اس کا ایمان ناکارہ ہو چکا ہے، باطل کے سامنے گھٹنے ٹیکنے اور اس سے دوستی استوار کرنے کو اپنی خوش بختی سمجھتا ہے،

—— اب اس کا کوئی خدا نہیں، کوئی رسول نہیں، کوئی مذہب نہیں —— اسے اپنوں سے بیر ہے، سچ سے نفرت ہے، خود غرضی اس کا شعار ہے، سادگی اور خلوص اس کی نظروں میں حماقت اور اسلام کا نام لینا اس کے نزدیک سب سے بڑی بیوقوفی ہے —— اب اس کا خدا، رسول، دین، مذہب، ایمان اور مقصدِ حیات محض پیٹ ہے۔

آپ کہیں گے، یہ غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے، یہ پاکستان کے مخالفین میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں حقیقی آزادی کہاں ہے؟ اصلی پاکستان کہاں ہے؟ مساجد میں —؟ خانقاہوں میں —؟ گھروں میں —؟ بازاروں میں —؟ جلسہ گاہوں میں —؟ منڈیوں میں —؟ دفاتر میں —؟ سکولوں اور کالجوں میں —؟ تھانوں اور عدالتوں میں —؟ عوام میں —؟ خواص میں —؟ علماء میں —؟ مشائخ میں —؟ صحافت میں —؟ ثقافت میں —؟ بسوں اور ریل کے ڈبوں میں[1] —؟ سڑکوں اور چوراہوں پر —؟ خدا کے لئے مجھے بتاؤ، خدا تعالیٰ کا ودیعت کردہ وہ پاکستان کہاں ہے ——؟ آزاد وطن کے آزاد مسلمانوں کی وہ اصلی آزادی کہاں ہے ——؟

"ومن یبدل نعمۃ اللّٰہ من بعد ما جاءتہ فان اللّٰہ شدید العقاب"

"اور جو کوئی اللہ کی نعمت کے آجانے کے بعد اس کو بدل ڈالے تو اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے"

یہ آزادی اور یہ پاکستان اللہ تعالیٰ کی نعمت تھی، ہم نے صحیح معنوں میں اس کی قدر نہ کی، اس کی نعمت کا غلط استعمال کیا، اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا —— اور یہ آزادی ہمارے لئے غلامی سے بدتر ثابت ہوئی۔

ہم نے خدا کو چھوڑا، روٹی کے پیچھے بھاگے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

—— ہم نے اسلام کو فراموش کیا، سوشلزم کا نعرہ لگایا اور اس پر یہ مثال صادق آئی:

کوا چلا ہنس کی چال، اپنی بھی بھول گیا

"فمن اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃ ضنکا"

---

[1] فلمی گانوں کی لچر اور بیہودہ آوازوں سے یہاں بھی پناہ نہیں ملتی!

"اور جس نے ہمارے ذکر سے منہ موڑا تو ہم اس کی معیشت کو تنگ کر دیتے ہیں"

ممکن ہے آپ یہ کہیں کہ امریکہ، روس اور چین خدا کو کہاں تک یاد کرتے ہیں، پھر ان پر رزق کی فراوانی کیوں ہے؛

اس کا جواب قرآن دیتا ہے:

"فمن الناس من یقول ربنا آتنا فی الدنیا وما لہ فی الآخرۃ من خلاق"

کہ "لوگوں میں سے جو کوئی ہم سے (صرف) دنیا مانگتا ہے (تو ہم اس کو دنیا دے دیتے ہیں) لیکن آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہوگا"

اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "تمام دنیا کا تمام مال و دولت اور آسائش و آرام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے ایک پر سے بھی حقیر ہے" اس لئے دنیاوی جاہ و حشمت کو خوش بختی خیال نہ کرو۔

"واللہ عندہ حسن المآب"

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار بندوں کے لئے آخرت میں جو کچھ تیار کر رکھا ہے، دنیا والے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے ——— !

اسی لئے فرمایا:

"ومنھم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ٭ اولئک لھم نصیب مما کسبوا واللہ سریع الحساب"

کہ "جو دنیا اور آخرت دونوں میں ہم سے خیر کا طالب ہو اور ہمارے عذابوں سے پناہ مانگے تو ان لوگوں کو ان کی کمائی میں سے حصہ ملے گا، اور اللہ جلد حساب چکا دینے والا ہے"

اس سلسلہ میں ہم تین قسم کے لوگوں کا شمار کر سکتے ہیں:

۱- جو صرف دنیا کے طالب ہیں،

۲- جو دنیا اور آخرت دونوں کے طلب گار ہیں۔

۳- جو دین کی آڑ لیکر دنیا کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

ہمارا شمار تیسری قسم کے لوگوں میں ہوتا ہے اور یہ خدا کو دھوکا دینے اور دین سے استہزاء کے مترادف ہے۔

لیکن اللہ رب العزت فرماتے ہیں :

"اللہ یستھزئ بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون"

کہ "یہ ہم سے کیا استہزا کریں گے، اللہ ان کے ساتھ استہزا کرے گا اور یہ اپنی سرکشی اور بغاوت میں (پاگلوں کی طرح) ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے"

گویا نہ دنیاوی جاہ وحشمت ہمیں حاصل ہوئی اور نہ آخرت ہی ہمارا مقدر ٹھہری اور اس سے بڑھکر ہماری بدنصیبی اور کیا ہوگی!

قرآنِ مجید میں بنی اسرائیل کا واقعہ مذکور ہے:

"واذ قلنا ادخلوا ھٰذہ القریۃ فکلوا منھا حیث شئتم رغدا وادخلوا الباب سجدا نغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین"

کہ جب ہم نے ان سے فرمایا کہ اس بستی میں داخل ہوجاؤ اور اس میں اپنی من پسند چیزیں جہاں سے چاہو کھاؤ، لیکن دروازے میں داخل ہوتے وقت ہمیں سجدہ کرو اور ہم سے بخشش مانگو تاکہ ہم تمہاری سابقہ تمام خطائیں معاف فرمادیں اور (اپنے دستور کے موافق) نیکوں پر زیادہ سے زیادہ انعام واکرام کی بارش کریں"

"فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم"

تو ان لوگوں نے ہماری کہی ہوئی بات کو بدل دیا ـــــ "حطۃ" کی بجائے "حنطۃ" کہہ ڈالا اور ہم سے مغفرت طلب کرنے کی بجائے گندم (روٹی کپڑا اور مکان) کے طالب ہوئے تو ہم نے فرمایا:

"اھبطوا مصرا فان لکم ما سألتم وضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ ط ذالك بانھم یکفرون بآیات اللہ" الآیۃ

"اس شہر میں داخل ہوجاؤ، یہاں تمہیں وہی ملے گا جس کا تم نے سوال کیا ہے[1] (اور اس طرح) ان کی ابدی ذلت اور مسکنت پر مہر لگ گئی اور وہ ہمیشہ کے لئے غضب الٰہی کے مستحق ہوگئے اور یہ اس لئے کہ وہ کفرانِ نعمت کے مرتکب ہوتے"

ذرا غور کیجئے اور انصاف سے بتایئے کہ ہمارا موجودہ پاکستان (بنی اسرائیل) کی اس بستی سے کہاں تک مختلف ہے؛

میں عالم نہیں، ادیب نہیں، صحافی نہیں، لیکن خدا نے مجھے آنکھیں دی ہیں، جن سے میں دیکھتا

[1] من وسلویٰ کی بجائے ساگ، دال، لہسن، پیاز وغیرہ۔

ہوں، کان دیئے ہیں جن سے میں سنتا ہوں اور دل دیا ہے جس پہ داغ ہی داغ ہیں ——— اس نافرمان امت کی نافرمانی کے داغ جس میں مجھ سمیت سبھی شامل ہیں۔ الا ماشاء اللہ!

آج کے پاکستان کی حالت یہ ہے کہ یہاں برسرِ عام قاتل دندناتے ہیں، چوروں کو تحفظ ملتا ہے، ڈاکوؤں کو کھلی چھوٹ دی جاتی ہے، سرِ بازار شریفوں کی پگڑی اچھالی جاتی ہے، راہ جاتی طالبات پر آوازے کسے جاتے ہیں، بیحیائی کے لباس پہنے جاتے ہیں، قومی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ دن رات قومی سیرت وکردار کی جڑیں کھودی جاتی ہیں، فلموں، فلمی پرچوں اور ڈائجسٹوں کے ذریعہ اخلاق وعفت کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں، تفریح کے نام پر بدمعاشی ہوتی ہے، ثقافت اور کلچر کے نام پر غیر ملکی سربراہوں کے سامنے قوم کی بیٹیوں کو نچایا جاتا ہے، سادگی کا مذاق اڑایا جاتا ہے، جھوٹ اور دغابازی کو چالاکی اور ہوشیاری سے تعبیر کیا جاتا ہے، علمائے دین سے استہزاء کیا جاتا ہے، اللہ کا نام لینے والوں کو دقیانوس گردانا جاتا ہے ——— اسلام پر روٹی، کپڑے اور مکان کو ترجیح دی جاتی ہے بلادینی نظامِ حکومت (سوشلزم) کو اسلامی اور محمدی مساوات کا نام دیا جاتا ہے حکومت کے ہر شعبہ میں کفار کی نقالی کی جاتی ہے، مغربی جمہوریت کو اسلامی سیاست سمجھا جاتا ہے، من گھڑت آئین بنائے جاتے ہیں اور ان میں نت نئی ترمیمات کی جاتی ہیں، غلط پالیسیوں کو الفاظ کے حسین پردے میں چھپایا جاتا ہے، پریس پر ڈاکے پڑتے ہیں، افلاس، بے روزگاری، اور بدنظمی کو معاشی ترقی اور استحکام کا نام دیا جاتا ہے[1] ——— حق گوئی کی پاداش میں ہتھکڑیاں پہنائی جاتی ہیں، جیلیں آباد کی جاتی ہیں، جھوٹے مقدمات قائم کیے جاتے ہیں، پارلیمنٹ کے ایوانوں میں سرپھٹول ہوتی ہے۔

یہاں دولت جمع کرنے اور گھر بھر لینے کے لئے سیاست میں حصہ لیا جاتا ہے، قومی ہیرو

---

[1] شہروں میں صرف مٹھائیوں کے لئے منوں چینی کے پرمٹ دیئے جاتے ہیں اور دیہات میں شیر خوار بچے دودھ میں ایک چمچہ چینی کو ترستے ہیں ——— جس علاقے میں شوگر ملیں قائم ہیں اس علاقے کے لوگوں کو گڑ بنانے کی اجازت نہیں، جس علاقے میں چاول ہوتا ہے، وہاں چاول بنانے کی مشینیں سیل (SEAL) کر دی جاتی ہیں، مفادِ عامہ کے لئے یہ اقدام درست تو ہے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ ملکی پیداوار ملک کے لوگوں کے لئے شجرِ ممنوعہ بن کر رہ جاتی ہے اور ہمسایہ دشمن ممالک عیش کرتے ہیں جن کو یہ مال سمگلنگ کے ذریعہ ملتا ہے میں خود ایک دیہاتی ہوں اور ——— شب و روز یہ ہوتا ہے تماشہ مرے آگے!

کہلوانے کے لئے جلسوں میں دھواں دار تقریریں کی جاتی ہیں، سستی شہرت حاصل کرنے کی خاطر حکومت پر جائز و ناجائز تنقید کی جاتی ہے[1]، کرسی کے لئے عوام کی ہمدردیاں خریدی جاتی ہیں، اقتدار کے حصول کے لئے غلط وعدے کئے جاتے ہیں اور اقتدار مل جانے کے بعد حق مانگنے والوں کی کمر پر لات رسید کر دی جاتی ہے ——— علمائے سو پیٹ بھرنے کی خاطر غلط فتوے دیتے ہیں، قرآن کی من مانی تفسیریں کرتے ہیں اور خدا کے کاموں میں دخل اندازی[2] کو جائز قرار دیتے ہیں ——— اولیاء اللہ کی قبروں پر میلے لگائے جاتے ہیں جہاں ہر خلافِ شریعت کام کو روا سمجھا جاتا ہے، مختصراً یہ کہ ان کی اپنی ہی تعلیمات کا نہایت بیدردی سے مذاق اڑایا جاتا ہے اور اس کو "عقیدت" کا نام دیا جاتا ہے، اسے مذہب کا ایک حصہ خیال کیا جاتا ہے ——— یہاں بات بات پر چھریاں چل جاتی ہیں، کلام میں گالیوں اور گندے الفاظ کا بے محابا استعمال کیا جاتا ہے، جیبیں کاٹی جاتی ہیں، بلیک سمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے، رشوتوں اور سفارشوں سے ہر کام نکالا جا سکتا ہے، بے جا اسراف اور بے جا بخل سے کام لیا جاتا ہے، ہندوانہ رسوم کو مذہبی تہواروں کی طرح منایا جاتا ہے اور ان پر بے تحاشا دولت لٹائی جاتی ہے ——— فلمی گانے سنے بغیر موٹر نہیں چلتی، چائے نہیں پی جاتی، کھانا ہضم نہیں ہوتا ——— یہ ہے آج کے پاکستان کی ایک مختصر جھلک ——— !

اس پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہاں اسلامی نظامِ حکومت قائم کیا جائے - یہاں "النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص" (نفس کے بدلے نفس، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے زخم) کا قانون رائج ہو، چور کے ہاتھ کاٹے جائیں، زانی کو سنگسار کیا جائے، قوم کی بہو بیٹیوں کو اپنی بہو بیٹیاں سمجھا جائے، نسوانی شرم و حیا کو ملحوظ رکھا جائے، عورت بے پردہ بازاروں میں نہ گھومے، وہ چراغِ خانہ ہو، شمعِ انجمن نہ ہو ——— ذرائع ابلاغ قومی سیرت اور کردار کی تعمیر میں نمایاں حصہ لیں، سفر میں قرآن پڑھا جائے، گھروں میں اس کی تلاوت کی جائے، بچوں کو اس کی تعلیم دی جائے، اس کے مطالب سمجھائے جائیں، اس کی تعلیمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا جائے ——— گھر کے تمام افراد پکے نمازی ہوں، رمضان میں رمضان کا کما حقہٗ

---

[1] اگر خلوصِ نیت سے پاکستان میں اسلامی نظام کو برپا کرنے کی کوشش کی جاتی تو ناممکن تھا کہ یہاں اسلام .. نافذ العمل نہ ہوتا۔ [2] خاندانی منصوبہ بندی

احترام کیا جائے ——— مسجدیں آباد ہوں، صبح و شام ان میں قال اللہ و قال الرسول کا غلغلہ بپا ہو، سادگی اور قناعت پر فخر کیا جائے، جوا اور شراب کو حرام قرار دیا جائے، بڑوں کی عزت کی جائے، علماء کا احترام کیا جائے، حق گوئی اور دیانت داری کو اپنا شعار بنایا جائے رشوتوں اور سفارشوں کا قلع قمع کیا جائے، اسلام پر مر مٹنے، اس کو پوری دنیا میں رواج دینے اور پھیلانے کی تڑپ ہو، روٹی کو محض زندگی کی ایک ادنیٰ ضرورت سمجھا جائے اور زندگی کو اللہ کی امانت سمجھا جائے جس میں کسی بھی وقت اور کسی بھی لمحہ خیانت کا تصور تک ہمارے قریب نہ پھٹکے۔

حکومت کی پوری عمارت قرآنی تعلیمات پر قائم ہو، ملکی آئین صرف قرآن ہو، پریس کو آزادی ہو، تعمیری تنقید کی جائے، غلطیوں کا اعتراف کیا جائے اور ان کی اصلاح میں پس و پیش سے کام نہ لیا جائے، اسلامی معاشرہ قائم ہو، ہمسایوں، بیواؤں، یتیموں، قریبیوں اور مسکینوں کی ضرورت کا خیال رکھا جائے، سود کی لعنت کو ختم کیا جائے، نظامِ زکوٰۃ رائج ہو، مسلمانوں کا ایک بیت المال ہو، جس میں سے مستحق افراد کو وظائف ملیں، گداگری کا مکمل انسداد ہو، رفاہِ عامہ کے کام کئے جائیں اور دیہات اور شہر کے لوگوں کو یکساں سہولتیں فراہم ہوں، سکولوں اور کالجوں میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کو لازمی قرار دیا جائے، اساتذہ غلط نظریات کا پرچار نہ کریں ——— اساتذہ کی عزت نفس کا باقاعدہ تحفظ ہو، مخلوط طرزِ تعلیم پر لعنت بھیجی جائے اور اس طرح نوجوان نسل کو تباہ ہونے سے بچایا جائے ——— اسلامی نظامِ عدل قائم ہو ——— علماء ایک دوسرے کا احترام کریں، تعصبات سے بالاتر رہ کر اختلافی مسائل میں افہام و تفہیم سے کام لیں اور وحدتِ امتِ اسلامیہ کے لئے بھرپور مساعی کریں، حق گوئی کو شعار بنائیں اور اس راہ کے کانٹوں کو پھولوں کی سیج سمجھیں، اپنے منصب سے ہٹ کر کوئی بات نہ کریں، تبلیغِ دین کو دوسروں پر احسان نہ سمجھیں بلکہ اسے اپنا دینی فریضہ اور آخرت کا توشہ خیال کریں، علم کی خدمت کے لئے دن کا چین اور راتوں کی نیندیں حرام کر دیں، دنیوی طمع و لالچ کو قریب نہ پھٹکنے دیں کہ جہاں دولت آجائے علم رخصت ہو جاتا ہے، جو باتیں وہ دوسروں کو بتاتے ہیں، ان پر خود بھی عمل کریں اور " اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم " کی حقیقت کو پہچانیں ——— الغرض راہِ حیات کے ہر مرحلہ پر " العلماء ورثۃ الانبیاء " کو سختی سے ملحوظِ خاطر رکھیں ———!

عوام ایک دوسرے سے خلوص، اخلاق اور ملنساری سے پیش آئیں، سلام کو رواج دیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام کیا جائے، محفلوں میں سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا چرچا ہو، دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دی جائے، غیبت، چغلی جھوٹ اور لغویات سے اجتناب کیا جائے، غیر اسلامی رسوم اور میلوں ٹھیلوں کی غیر شرعی رسوم، سینما، سٹیج شو، تھیٹر، کلب، ہوٹلوں میں نیم برہنہ رقص ممنوع قرار دئیے جائیں، ریڈیو اور ٹیلیویژن سے معاشی خوشحالی، معاشرتی اصلاح اور ملکی ترقی کے لئے مفید پروگرام نشر کئے جائیں، زہریلا اور فحش لٹریچر چھاپنے والے اخبارات اور رسائل پر پابندی عائد کی جائے، کفایت شعاری کو اپنایا جائے، منشیات کے استعمال اور فضول رسموں میں ملکی معیشت کو تباہ ہونے سے بچایا جائے ـــــ الغرض اسلام کی تمام برکاتِ وافرہ سے اپنی جھولی بھر لی جائے ـــــ

اور یقین کیجئے،

آج (اور کل بھی) ہمیں ایسے ہی پاکستان کی ضرورت ہے ـــــ جو

- رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکستان ہو،
- خلفائے راشدین کا پاکستان ہو،
- اللہ کے سچے فرمانبردار بندوں کا پاکستان ہو ـــــ اور

ـــــ میں اکیلا نہیں، بہت سے لوگ میرے ہم آواز ہیں، بے شمار دلوں کی یہ تمنا ہے ـــــ یہ صرف میرے دل کی نہیں، لاکھوں دلوں کی پکار ہے ؎

پاکستان کا مطلب کیا
لا الٰہ الا اللہ ـــــ!